السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکان کرایہ پرلیتے وقت ایک رقم بطور ڈپازٹ ادا کرنی ہوتی ہے جو کہ معاہدہ کے ختم ہونے پر واپس کی جاتی ہے۔ اگر اس رقم پر ایک سال گزر جائے اور وہ نصاب کی حد تک پہنچ گئی ہو تو کیا اس پر زکاۃ واجب ہوگی؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس رقم کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

1۔ رقم پوری کی پوری کرایہ دار کو واپس مل جائے چاہے ایک سال بعد ہو یا دس سال بعد۔

2۔ اس رقم میں سے اتنے پیسے کاٹے جانے کا احتمال موجود ہو جو مکان کی ٹوٹ پھوٹ کے عوض میں ہوں یا معاہدے کے ختم ہونے سے چند ماہ قبل کے کرایہ میں وضع کیے گئے ہوں یا کرایہ دار کا مکان چھوڑ دینے کے بعد مختلف بلوں کی ادائیگی کے سلسلے میں کاٹے گئے ہوں۔

پہلی صورت کا حکم تو یہ ہے کہ کرایہ دار کو ہر سال ڈپازٹ والی رقم پر زکاۃ ادا کرنی چاہیے، اگر وہ (رقم علیحدہ یا اس آدمی کی ملکیت دوسری رقم کے جمع کرنے سے) نصاب کو پہنچ گئی ہو، وہ اس لیے کہ یہ رقم اس قرض کی طرح ہے جس کے واپس ملنے کا امکان قوی ہے۔

دوسری صورت کا حکم یہ ہے کہ جب بھی ڈپازٹ کی رقم ملے، یعنی چاہے ایک سال بعد ملے یا دس سال بعد، صرف ایک سال کی زکاۃ دی جائے کیونکہ ایسا مال جس کے ملنے کی امید نہ ہو اسے مال ضمار کہا جاتا ہے اور اس میں صرف ایک سال کی زکاۃ دی جاتی ہے۔ اس فتویٰ کی بنیاد حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس عمل پر ہے جسے امام مالک نے اپنے مجموعہ احادیث مؤطا میں روایت کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بعض گورنروں کو لکھ کر پیغام بھیجا کہ جو مال لوگوں سے ناحق وصول کیا گیا ہے اسے اس کے مالکوں کو لوٹایا جائے اور اس مال پر جتنے سال گزرے ہیں ان سب کی زکاۃ وصول کی جائے۔

پھر انہوں نے ایک دوسرا حکم نامہ بھیجا کہ نہیں صرف ایک سال کی زکاۃ وصول کی جائے کیونکہ یہ مال، مالِ ضمار ہے۔ (الموطا، الزکاۃ، حدیث: 597)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

زکاۃ کے مسائل، صفحہ: 323

محدث فتویٰ